سوشلزم کی بنیادی حقیقت اور اُسکے اقسام

(از سید مغنی الدین صاحب شمسی ایم اے رفیق ندوۃ المصنفین)

(۱)

جرمنی کے مشہور پروفیسر کارل ڈیل (*Karl Diehl*) نے مختلف یونیورسٹیوں میں اشتمالیت، اشتراکیت اور فوضویت وغیرہ پر جو بیس لکچر دیے تھے ان کا اُردو ترجمہ ہمارے رفیق کار سید شمسی صاحب براہ راست جرمنی زبان سے کر رہے ہیں۔ موصوف خود فلسفہ کے ایم اے اور انگریزی و جرمنی زبان کے فاضل ہیں۔ یہ کتاب ندوۃ المصنفین کی طرف سے عنقریب دو حصوں میں شائع ہوگی۔ ہم ذیل میں قارئین کی دلچسپی کے لیے پہلے لکچر کا ترجمہ "برہان" میں شائع کرتے ہیں۔ "برہان"

یونیورسٹیوں کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ وہ سیاست حاضرہ میں حصہ لیں، اور نہ اُنہیں یہ چاہیے کہ وہ طالب علموں کو وقتی سیاست کے مسائل کے متعلق یا کسی خاص جماعت یا لیڈر کے اصول کی خاص طور پر تعلیم دیں یا حمایت کریں۔

جرمن یونیورسٹیاں ہمیشہ سیاست سے اس معنیٰ میں علیحدہ رہی ہیں اور آئندہ بھی رہینگی یونیورسٹی کی متبرک عمارت کو کبھی سیاست کا اکھاڑہ نہیں بننا چاہیے۔

ابھی آپ تعلیم کی ارتقائی منازل سے گذر رہے ہیں۔ اور اپنی آئندہ زندگی کے مشاغل کے لیے اور اس زندگی کے متعلق جو آپ ملک کے باشندے اور حکومت کی رعیت کی حیثیت سے بسر کرینگے تیاری

کررہے ہیں۔ آپ میں سے اکثر ابھی عمر کے اعتبار سے اس قابل نہیں کہ انتخابات میں بھی حصہ لے سکیں۔ موجودہ سیاسی مسائل کے متعلق دراصل آپ جب ہی اپنی ذاتی رائے دے سکینگے جب کہ آپ اپنی زندگی کے خود مالک ہونگے اور دنیا کی کشمکش میں داخل ہوکر اپنے روزانہ مشاغل کے دوران میں زندگی اور دنیا کے متعلق مستقل نظریات قائم کر چکے ہونگے۔ اس وقت درحقیقت آپ کو یہ فیصلہ کرنے کی ضرورت ہوگی کہ موجودہ سیاسی جماعتوں میں سے کس جماعت کی حمایت کریں۔

جیسا کہ میں نے ابھی کہا تعلیم گاہوں اور یونیورسٹیوں کو سیاسی جنگ وجدل سے بالاتر رہنا چاہیے، لیکن ایک دوسرے نقطۂ نظر سے سیاست ان مضامین میں شامل ہے جو یونیورسٹیوں میں پڑھائے جانے چاہئیں۔

سیاست کے معنی

سیاست فقط سیاستِ حاضرہ ہی کا نام نہیں ہے۔ عام طور پر سیاست کے معنی یہ سمجھے جاتے ہیں کہ ایک پارٹی یا جماعت اپنا مقصد یا نصب العین مختلف ذرائع یا وسائل سے حاصل کرنے کے درپے ہو لیکن یہ سیاست کے محدود معنی ہیں۔ سیاست باعتبار وسعت معنی مخلوق کی بہبودی و فلاح کے نظریات سے متعلق ہے، اور مخلوق کی فلاح وبہبودی ایک صحیح سیاست داں کے پیش نظر رہنی چاہیے۔ اس لحاظ سے سیاست ایک علم ہے اور اسی علم پر سیاسی جماعتوں اور تحریکوں کا دارو مدار ہے۔

علم السیاست کا فائدہ

جس طرح فلسفہ پڑھنے سے اُس کے اہم مسائل سے متعلق مختلف فلسفیوں کے خیالات و نظریات معلوم ہوتے ہیں، جس طرح تاریخ کے مطالعے سے تاریخی واقعات اور موجودہ طرزِ حکومت کے ارتقا کا علم ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح علم سیاست کی تعلیم سے فلسفۂ سیاست کے اُن تمام مختلف خیالات و نظریات کا علم حاصل ہو جاتا ہے جو موجودہ سیاسی جماعتوں کی بنیاد ہیں۔

اسی سلسلہ میں اشتراکیت کے بارے میں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ تمام تحریکات جو اشتراکیت

کے نام سے یاد کی جاتی ہیں، طرزِ حکومت اور قانون ملکی کے متعلق اپنا ایک خاص نظریہ رکھتی ہیں۔

چنانچہ سب سے پہلے سوال یہ ہوتا ہے کہ آخر اشتراکیت ہے کیا چیز؟ اشتراکیت یا سوشلزم کا لفظ اکثر لوگوں کی وردِ زبان ہے اور اس کے علاوہ اخباروں اور رسالوں میں بھی اس کی بھرمار ہے لیکن اس کے اصلی معنی سے اکثریت ناآشنا ہے۔ عام طور پر ایوانوں میں جو قانون مزدوروں یا غریبوں کی حمایت میں پاس ہوتا ہے، یا زیرِ بحث ہوتا ہے، اُسے اشتراکیت کے نام سے موسوم کر دیا جاتا ہے لیکن یہ حقیقت سے بہت دور ہے۔ اور سب سے پہلے ہمیں اس لفظ کے مفہوم کو واضح کرنا چاہیے فلسفیِ اعظم کانٹ (Kant) کا مقولہ ہے "خیالات بغیر صحیح مفہوم کے بے سود اور تصورات بغیر واضح حقیقت کے گمراہ کُن ہوتے ہیں"۔

لفظ سوشلزم | لفظ سوشلزم اول اول فرانس کے اخبار "Globe" گلوب میں ۱۸۳۲ء میں پہلی مرتبہ استعمال کیا گیا تھا۔ اگرچہ یہ لفظ زیادہ قدیم نہیں ہے۔ اور صرف گزشتہ صدی میں ہی استعمال ہونا شروع ہوا ہے، لیکن وہ خیالات و تصورات جو اس کے مفہوم میں شامل ہیں بہ نسبت اس لفظ کے بہت زیادہ قدیم ہیں۔ مثلاً افلاطون کی "ریاست" بنا بنایا سوشلسٹ یا اشتراکی نظام ہے۔

یہ سوال پھر بھی قائم ہے کہ سوشلزم کی حقیقت کیا ہے؟

(اشتراکیت) سوشلزم کی تعریف ایسی صاف و صریح ہونی چاہیے۔ کہ اس سے اس کی حقیقت متصور ہو سکے اور وہ جامع و مانع بھی ہو۔ ایسی تعریف صرف ایک طرح ممکن ہے یعنی سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اشتراکیت کا حقیقی مقصد یا نصب العین کیا ہے، اور وہ کیا چاہتی ہے۔

عمرانی زندگی کی مناسب شکل | علم سیاست کے جملہ مصنفین و محققین کے روبرو یہ مسئلہ زیرِ غور رہا ہے کہ اجتماعی یا عمرانی زندگی کی کونسی شکل یا صورت مناسب ترین اور مفید مطلب ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ عمرانی زندگی کا قیام قانون کی طاقت کے ماتحت ہونا چاہیے لیکن دوسرے

گروہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ عمرانی زندگی کے قیام کے لیے کسی قانون کی پابندی ضروری نہیں یعنی بغیر کسی قانونی نفاذ کے انسان اپنی مرضی سے ایک دوسرے سے وابستہ رہ سکتے ہیں۔ اس نظریہ کو علمی اصطلاح میں "انارکزم" یعنی نوضویت یا لاحکومیت کہتے ہیں۔ لہٰذا عمرانی زندگی کی صرف دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک تو قانون کی پابندی کی صورت ہیں اور دوسری شاہ دشمنی، حکومت شکنی، طوائف الملوکی اور لانظمی کی صورت ہیں۔

قانونی پابندی کے ماتحت عمرانی یا اجتماعی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ اقتصادی نظام کا صحیح کرنا اور ملکیت یا جائداد کا سوال ہے۔

عمرانی زندگی کے دو اقتصادی نظام اسی نقطۂ نظر سے عمرانی زندگی دو مختلف اقتصادی نظاموں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ اوّل اجتماعی اقتصادی نظام، دوم انفرادی اقتصادی نظام

اجتماعی اقتصادی نظام وہ کہلاتے ہیں جو مشترک ملکیت کو اجتماعی اقتصادیات کی بہترین صورت تصور کرتے ہیں۔ اور انفرادی اقتصادی نظام اس کے برخلاف شخصی یا ذاتی ملکیت ہی کو واحد زریں اصول تسلیم کرتا ہے۔

اب اجتماعی اقتصادی نظام کی تین مختلف صورتیں ہیں:۔

(۱) سوشلزم یا اشتراکیت (۲) کامونزم یا اشتمالیت (۳) زرعی اشتراکیت یا اشتراکیت متعلق بہ تقسیم اراضی۔

اشتراکیت ۱ ــــ اشتراکیت اس نظام جماعت کو کہتے ہیں، جس کے ماتحت شخصی یا ذاتی ملکیت کو جملہ ذرائع پیداوار دولت میں دخل نہیں ہوتا۔ ذرائع پیداوار دولت سے مُراد وہ تمام اقتصادی اسباب یا مال ہے جو دوسری نئی اشیاء کے بنانے میں استعمال ہوتا ہے، یعنی تمام زمین زرعی و غیر زرعی، اور صنعت و حرفت مثلاً مشینیں، فیکٹریاں، اوزار و آلات، خام و نیم خام پیداوار اور معدنیات وغیرہ۔ آج کل اکثر متمدن ممالک میں ذرائع پیداوار دولت پر منفرد شخصیت کا قبضہ ہے لیکن اشتراکیت کے نقطۂ نظر کے مطابق یہ تمام کے تمام آئندہ

شخصی ملکیت سے نکل کر جماعت کے قبضۂ قدرت میں ہونے چاہییں۔ کوئی شخص کسی زمین یا کارخانے کا مالک نہیں ہو سکتا۔ یہ تمام وسائل دولت کل جماعت کی مِلک ہوں۔ چنانچہ ہم سوشلزم یا اشتراکیت کی مانع تعریف یوں کر سکتے ہیں کہ وہ شخصی یا ذاتی ملکیت بصورت جائداد غیر منقولہ اور سرمایہ کا مخالف ہے، اور جامع تعریف یہ ہوئی کہ سوشلزم یا اشتراکیت صرف ذاتی محنت کی کمائی کو جائز سمجھتا ہے لیکن جائداد کی آمدنی کا قائل نہیں اس تعریف سے کم از کم ان سطحی اقوال کا رد ہو گیا۔ جو اشتراکیت کا واحد مقصد دولت کو مساویانہ طور پر تقسیم کرنا بتاتے ہیں۔ اشتراکیت جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے بایں معنیٰ مساوات کی ہرگز حامی نہیں ہے۔ وہ موجودہ جائداد کو سب پر مساوی طور پر تقسیم کرنا نہیں چاہتی بلکہ بطور خود نظام پیداوار دولت کو صحیح راستہ پر لگانا چاہتی ہے۔ اس غلط فہمی کی بنا عام طور پر شاید اشتراکی نظام کے اس اصول پر ہے کہ وہ شخصی جائداد یا ملکیت کو جو منافع دے ممنوع، اور اس کے ماتحت ایسی جائداد یا دولت جس سے نفع، کرایہ، یا سود ملے، اس کا حصول قطعاً ناجائز قرار دیتا ہے یعنی دولت کا جمع کرنا ہی ممکن نہیں۔

جمہوری اشتراکیت سوشل ڈیموکریسی (Social Democracy) یا جمہوری اشتراکیت محض اشتراکیت سے ذرا مختلف ہے۔ یہ جماعت یا پارٹی زمانۂ حال اور مستقبل قریب کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے پروگرام یا لائحۂ عمل کے مطابق سیاسی طاقت کو استعمال کرتی ہے۔ اور چونکہ اس جماعت کا نصب العین بھی اشتراکیت ہے، لہٰذا ہر جمہوری اشتراکی سوشلسٹ یا اشتراکی بھی ہوتا ہے۔ لیکن باعتبار عملی سیاسی لائحۂ عمل کے یہ جماعت پورے طور پر اشتراکی اجتماعی اقتصادی نظام سے متفق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر اشتراکی سوشل ڈیموکریٹ یا جمہوری اشتراکی نہیں کہلایا جا سکتا۔ چنانچہ بہت سے اشتراکی یہ خیال کرتے ہیں کہ انسانوں کا اجتماعی اقتصادی نظام کہیں صدیوں میں جا کر اشتراکی نقطۂ نظر کے موافق پورا ہوگا۔

اشتمالیت ۲ — اشتمالیت کا نظام اشتراکی نظام سے دو قدم آگے بڑھ گیا ہے۔ وہ افراد سے صرف حق پیداوار دولت ہی نہیں لے لینا چاہتا بلکہ صَرف دولت کا حق بھی اپنے ہی قبضہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ اشتراکی حکومت کے

زیر سایہ افراد پیداوار دولت کے ذرائع و وسائل، مثلاً زمین و صنعت کے کارخانوں وغیرہ کے مالک نہیں ہو سکتے لیکن ان کو صَرف دولت میں اختیار ہے کہ وہ اپنی محنت کی مزدوری جس طرح چاہے صرف کریں لیکن اشتمالی اصول کے مطابق جماعت کو پیداوار دولت کے وسائل و ذرائع کی ملکیت کا حق حاصل ہونے کے علاوہ افراد کی خوراک و لباس کے متعلق بھی فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ کہ اشیا کس مقدار میں تقسیم ہونی چاہییں الغرض اشتراکیت کے مطابق انفرادی وسائل وذرائع پیداوار دولت ممنوع ہیں۔ اور اشتمالیت میں شخصی جائداد یا ملکیت کے علاوہ محنت کی مزدوری اور صرف دولت پر بھی افراد کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

۳ ــــ زرعی اشتراکیت باعتبار انفرادی دولت وملکیت کے اشتمالیت کے برخلاف اشتراکیت سے دو قدم پیچھے ہی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ وہ ہر قسم کی شخصی ملکیت کے مخالف نہیں بلکہ وہ صرف زمین کی انفرادی ملکیت کا قلع قمع کرنا چاہتی ہے۔

فوضویت اشتراکیت سے بالکل مختلف انارکزم یا فوضویت کا نظریہ ہے۔ ان دونوں میں حد درجہ کا اختلاف ہے یعنی اشتراکیت انفرادی آزادی پر پرلے درجے کی قیود عائد کرنا چاہتی ہے۔ اور اقتصادی وسائل و ذرائع پر تمام تر خود قابض رہنا چاہتی ہے لیکن اس کے برخلاف فوضویت انفرادی آزادی کو ہر ممکن الخیال قوت بخشنا چاہتی ہے۔ اشتراکیت کا مقصد موجودہ نظامِ قانون میں تبدیلی یا انقلاب پیدا کرنا ہے، لیکن فوضویت ہر قانونی قید و بند کو پاش پاش کرنا اپنا نصب العین سمجھتی ہے تاکہ کسی قانونی پابندی کا وجود باقی نہ رہے۔ ہر شخص اپنے ارادے کا واحد مالک ہو۔ اور اپنی مرضی کے مطابق جو چاہے کرے۔

اسٹیٹ سوشلزم اسی طرح اشتراکیت سے مختلف ایک تحریک اور ہے جس کو اسٹیٹ سوشلزم State Socialism یا اصلاحی اشتراکیت کہہ سکتے ہیں، اس کے حامی Rodbertus اور Lassalle گزرے ہیں۔ یہ تحریک جماعتی نظام کو موجودہ حکومت کی امداد سے بدلنا چاہتی ہے اور انقلاب کی مخالف ہے۔

اشتراکی نظام کی ضرورت اب اشتراکیت کا نصب العین معلوم ہو جانے کے بعد ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ آخر

وہ کونسے اسباب یا خیالات تھے جن کی بنا پر اشتراکی نظام کی عمارت کھڑی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

آج تک ہم میں سے اکثر اشتراکیت پسندوں کو محض تخیل پرست یا ہوائی محل بنانے والا سمجھتے ہیں۔ کانٹ (Kant) نے خوب کہا ہے کہ "منصوبے بنانا یا تجویزات کا گھڑنا محض ایک ظاہری ٹیپ ٹاپ کی دماغی عیاشی ہے۔ جس کے ذریعہ انسان اپنے موجد نما دماغ کی داد چاہتا ہے، اور اپنی تجاویز میں وہ وہ مطالبات پیش کرتا ہے، جو وہ خود نہیں کر سکتا۔ اُس چیز پر شک وشبہ کا اظہار کرتا ہے جس کو وہ خود بہتر طور پر انجام نہیں دے سکتا، اور وہ باتیں بتاتا ہے جن کے وجود کے متعلق وہ خود لاعلم ہوتا ہے اور جن کو وہ خود نہیں جانتا"

اشتراکیت کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے صرف یہی کافی نہیں کہ ہمیں اس کا نصب العین معلوم ہو جائے، بلکہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ وہ کن وجوہ کی بنا پر اس مقصد کے حامی ہیں۔ یہ تو ہمیں معلوم ہو ہی گیا کہ اشتراکیت موجودہ اقتصادی نظام کو کلیۃً تبدیل کرنا چاہتی ہے۔ اب ہم اس تبدیلی کے اسباب اور اُس کے دلائل بیان کرینگے۔ اگرچہ اشتراکیت کی مختلف شاخیں یا اقسام ایک متحدہ قانونی فلسفہ کے اصول پر مبنی نہیں ہیں۔ تاہم ان میں سے اکثر کا بنیادی نقطہ نظر ایک ہی ہے۔

اپنے اپنے جماعتی فلسفہ کے بنیادی نقطۂ نظر کے لحاظ سے اشتراکی نظام دو ایک دوسرے سے ممتاز گروہوں میں تقسیم ہو سکتا ہے۔

تصوری اشتراکیت | پہلا گروہ ــــ جو تصوری اشتراکیت (Ideological Socialism) کا حامی ہے ایک خاص مطمح نظر (Ideal) کی بنا پر جماعتی ملکیت کا مطالبہ کرتا ہے جس کی تکمیل صرف اشتراکی نظام پر منحصر ہے، وہ اشتراکیت کے اس وجہ سے طرفدار ہیں کہ مساوات، انصاف، اخوت اور اسی قسم کے اصول پر انسانی جماعت کاربند ہو سکے۔ چنانچہ اسی چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ آئندہ جماعتی نظام کا نقشہ اس طرح تیار کرتے ہیں کہ لوگ اُس کے مطابق مل جل کر زندگی بسر کر سکیں۔

ارتقائی اشتراکیت

دوسرا گروہ ــــ جو ارتقائی اشتراکیت (Evolutionary Socialism) کا قائل ہے۔ کہتا ہے کہ اشتراکیت کے لیے جد وجہد کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ بلکہ وہ قدرتی قانون کے ایک لابدی ارتقا کی سیڑھی ہے۔ اور یہ نظام انسان کی خواہش، مرضی یا خیال اور کوشش کے بغیر ایک نہ ایک دن ہوکر رہیگا۔

(۱) تصوری اشتراکیت

تصوری اشتراکیت کی پھر دو شاخیں ہیں:۔ اول مذہبی اشتراکیت۔ دوم اخلاقی اشتراکیت۔

۱ ــــ "مذہبی اشتراکیت" یعنی وہ اشتراکیت جو مذہبی تخیلات و تصورات کی آڑ میں اپنے مقررہ نصب العین تک پہنچنا چاہتی ہے۔ چنانچہ عیسائی مذہب کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اگر اس پر صحیح معنی میں عمل کیا جائے تو کسی شخص کی ذاتی ملکیت باقی نہ رہے۔ مثلاً عیسائیت کے ابتدائی زمانے میں حوارین و دیگر پیرو اپنی دولت آپس میں بانٹ لیا کرتے تھے۔ اسی لیے اکثر لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ جماعتی زندگی جس میں دولت مشترک ہو خدا کو پسند ہے۔ چنانچہ سولھویں صدی میں فرقہ (Anaboptist یعنی "بازِ اصطباغی"[۱] کے خاص طور پر مشہور ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ قرن اولی کی عیسائیت کی پیروی کرتے ہوئے اشتراکی نظام پر عمل کرتے تھے۔ (Moravian[۲]) یا موراوی۔ باشندہ موراویا کی مذہبی جماعت کا بھی یہی مسلک تھا۔ یعنی تمام متبرک اشیا نیک آدمیوں میں مشترک ہونی چاہییں جس طرح حضرت عیسیٰ کا سب کچھ ہمارے لیے تھا اور وہ خود اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں رکھتے تھے۔ اسی طرح اُن کے اُمتیوں کو بھی عارضی اور وقتی چیزوں میں سے اپنے لیے کچھ نہیں رکھنا چاہیے۔ خدا نے انسان کی ملکیت کے لیے کچھ نہیں بنایا۔ جو شخص اپنے لیے کچھ جمع کرتا ہے وہ درحقیقت خدا کے حکم کے خلاف کرتا ہے۔ چنانچہ مرنے والا انسان بھی اپنی ملکیت میں سے کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتا۔ حضرت

---

[۱] ان کا عقیدہ ہے کہ جن کو شیر خوارگی کے زمانہ میں بپتسمہ دیا گیا ہو، اُنہیں دوبارہ دینا چاہیے۔
[۲] عیسائیوں کا ایک فرقہ جو Huss کا مقلد ہے۔

عیسیٰ عارضی دنیوی اشیاء کو پرایا مال بتاتے تھے، ان معنی میں بہت سے عیسوی اشتراکیوں نے مختلف ممالک میں اشتراکیت کی بنیاد مذہب پر رکھی ہے۔

اس سلسلہ میں خاص طور پر فرانسیسی سوشلسٹ (Pirre Leroux) کا نام قابل ذکر ہے جس نے اپنی ۱۸۳۶ء میں شائع شدہ کتاب "Essai sur l'égalité" میں عقیدۂ مساوات کی تبلیغ کی اور اپنی دوسری کتاب "de l'humanité" (۱۸۴۹ء) میں اس عقیدہ کو از روئے مذہب ثابت کیا ہے، وہ کہتا ہے "انسانیت کے تخیل میں کسی حکومت یا کسی قبیلے کنبے یا کسی ذاتی یا شخصی ملکیت کا تصور شامل نہیں۔ انسانیت محض ان سب چیزوں سے مبرا ہے.... اس خیال کی تائید سب سے اعلیٰ و ارفع ذات یعنی خدا کے تصور سے ہوتی ہے۔ اور خدا کے اس خاص تخیل تک پہنچ جانا ہی مذہب کی منزل مقصود ہے"۔

۲ — اخلاقی اشتراکیت — تمام ممکن اخلاقی تخیلات کی بنا پر اشتراکی نظام جماعت کی حمایت اخلاقی اشتراکیت کا مقصد ہے۔ حکومت، آزادی، مساوات، اخوت، اور انصاف کے تصورات اشتراکی نظام جماعت کی بنیاد ہیں۔ یہاں ہر ایک تصور کو علٰیحدہ علٰیحدہ بالتفصیل بیان کرنا یا ان کی تقسیم و ترتیب جس پر اخلاقی اشتراکیت کی تنظیم منحصر ہے اس کا ذکر نا ممکن ہے، اور صرف ایک ما بہ الامتیاز کا ذکر کرنا کافی ہوگا۔ جس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اجتماعی اور انفرادی اصول میں کیا فرق ہے۔ Dietzel کے نزدیک یہ فرق اشتراکیت اور اشتمالیت کا بنیادی فرق ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرے نزدیک وہ تمام نظریات اشتراکیت سے متعلق ہیں۔ جو اجتماعی اصول کو انفرادی اصول پر افراط کی حد تک فوقیت دیتے ہیں یعنی جن کے نزدیک افراد کا وجود محض جماعت کی مرضی پر چلنے کے لیے ہے اور افراد اجتماعی نظام کے جسم کی خدمت کرنے والے خادم یا عضو کی حیثیت رکھتے ہیں، اور اشتمالیت کے متعلق میں ان تمام نظریات کو سمجھتا ہوں۔ جو انفرادی اصول کی حد درجہ پیروی کرتے ہیں۔ یعنی جن کے نزدیک سلطنت

یا حکومت اور قانون افراد کی مفاد کی خاطر موجود ہونے چاہییں، اور افراد کی خدمت ان کا فرض عین ہے حالانکہ اجتماعی اصول افراد کو حکومت کے مفاد کا ذریعہ سمجھ کر ان پر فرض عائد کرتا ہے۔

میں اس فرق یا امتیاز کو اتنی اہمیت نہیں دیتا۔ تمام مائل بہ افراط اجتماعی نظریات کی صحیح اور بنیادی تقسیم کے لیے یہ فرق کافی نہیں ہے۔ ہاں اس سے اتنا ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ اخلاقی اشتراکیوں کا میلان اجتماعی اصول یا انفرادی اصول کی جانب ہے۔ اور اس طرح ہم مختلف اخلاقی اشتراکیوں کے درمیان امتیاز کر سکتے ہیں۔

(ا) اجتماعی اصول کے حامی۔ اجتماعی اصول کے مطابق اجتماعی نظام ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ چند افراد کے بہت سے حقوق ہوں اور تقدیر و قسمت اور لطف و عیش کے صرف وہی حقدار بن کر رہ جائیں۔ بلکہ ایک ایسی مستقل حکومت ہونی چاہیے جو چند فانی افراد سے ماوری انسانوں کی باقاعدہ منظم جماعت ہو۔ اسی نقطۂ نظر کو مدنظر رکھتے ہوئے افلاطون نے اپنی کتاب "ریاست" میں اشتراکی اجتماعی تنظیم کا خاکہ کھینچا ہے۔ پھر اپنی کتاب "قوانین" میں ایک ایسا آئیڈیل یا (Ideal) بیان کرتا ہے جس پر شاید اولیا اللہ یا فرشتوں کی دنیا میں عملدرآمد ہو سکے یعنی تمام ملکیت اور تمام اقتصادی محنت یا (Labour) بلا استثنیٰ ہر ایک کے لیے مشترک ہو۔ حالانکہ "ریاست" میں یہ نصب العین صرف اعلیٰ طبقہ تک محدود ہے۔ افلاطون کا خیال ہے کہ ریاست کا اتحاد اور مساوات صرف اسی طریقہ پر ممکن ہے اور جب ہی افراد اپنی تمام توجہ اجتماعی مفاد کی جانب مبذول کر سکتے ہیں۔

اجتماعی اصول کے حامیین کے نزدیک فلسفہ کے پرانے اصول کے مطابق ریاست بمنزلہ مکمل انسان کے ہے۔ اور افراد اس ریاست کی خدمت کرنے والے اعضاء ہیں۔ افراد کے کچھ حقوق نہیں بلکہ اُن پر صرف ریاست اور ریاست کے مفاد کی رعایت کرنے کا فرض عائد ہے۔ اس اجتماعی مفاد کے دھیان میں افراد کے راستہ میں کم سے کم مزاحمت ہونی چاہیے یعنی ان کی توجہ کسی اور طرف

نہ بٹنے پائے۔ چونکہ ذاتی ملکیت کا خیال اور فکر اجتماعی مفاد میں حائل اور وارد ہو سکتا ہے۔ اسی لیے مشترک ملکیت کا ہونا ضروری خیال کیا گیا ہے مزید براں اس غرض سے کہ تمام شہری یا باشندے صرف ریاست کے مفاد کی جانب متوجہ ہو سکیں۔ عورتیں بھی افلاطون کے نزدیک مشترک ہونی چاہییں سب مل کر ایک ہی قبیلے یا کنبے کی زندگی بسر کریں، نیکی اور بھلائی اسی حالت میں ممکن ہے جبکہ انسان کے جملہ حواس وجوارح جماعت کی خدمت میں مصروف ہوں۔ اسی ذہنیت کی بنیاد پر روڈبرٹس (Rodbertus) نے اشتراکیت کی عمارت کھڑی کی ہے۔ چنانچہ اس کے پیرووں کے نزدیک ریاست کا وجود افراد کے آرام وآسائش کی خاطر نہیں ہے۔ بلکہ افراد کا وجود اسی غرض سے وابستہ ہے کہ وہ ریاست کے ذہنی، اخلاقی اور اقتصادی مفاد کی جستجو وجد وجہد میں مصروف رہیں۔ Rodbertus افراد کو ایک انسانی مواد سمجھتا ہے۔ جس کو سیاسی اغراض کے لیے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ تاریخ انسانی کے اصل منشار واقتضا، کی خاطر ریاست وجماعت کے ارتقا کو مدنظر رکھتے ہوئے افراد کو مصروف رہنا چاہیے۔

(ب) "انفرادی اصول کے حامی" یہ لوگ اجتماعی اصول کے برخلاف افراد کے حقوق کو اہمیت دینا اپنا فرض اولین تصور کرتے ہیں۔ مشترک ملکیت ان کے نزدیک اس لحاظ سے ضروری ہے کہ افراد کے حقوق کی بہتر طریقے پر حفاظت ہو سکے۔ انفرادی اصول کے حامی متقدمین میں بھی ملتے ہیں لیکن اس کی جڑ بنیاد زیادہ تر جدید استحقاق طبیعی پر ہے Hugo Grotius وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی ۱۶۲۵ء میں شائع شدہ کتاب "De jure belli ad pacis" میں اس جدید استحقاق طبیعی کا ذکر کیا ہے۔ قرون وسطیٰ میں افراد کو کوئی ذاتی حق حاصل نہ تھا۔ وہ مذہبی و دنیوی اعتبار سے اعلیٰ طبقے کی شخصیتوں کے رحم وکرم پر زندگی بسر کرتے تھے۔ بلکہ افراد کی ملکیت بھی اعلیٰ طبقہ کے افراد کی مرضی کے مطابق عاریۃً یا مانگے کی سمجھی جاتی تھی۔

Grotius نے اس انسانی حق کا مطالبہ کیا جو اُسے قدرت کی طرف سے انسانی فطرت کے

مطابق ریاست واقوام کے قوانین سے قطع نظر کرتے ہوئے ہر فرد کو پہنچتا ہے۔ ذاتی ملکیت کے سلسلہ میں وہ تیرے اور میرے کے فرق کو لمحوظ رکھنا طبعی حق تصور کرتا ہے یعنی ایک دوسرے کی ملکیت تسلیم کرنا اور معاہدہ پورا کرنا وغیرہ وغیرہ اسی میں شامل ہے۔

Jeau Jacques Rousseau نے اپنی ۱۷۶۲ء میں شائع شدہ کتاب "Social Contract یعنی "معاہدۂ عمرانی" میں طبیعی استحقاق کو اور زیادہ وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اور عمرانی حق حکومت کی نئے طریقہ سے بنیاد رکھی ہے۔ اگرچہ یہ بات تاریخی اعتبار سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی ہے لیکن کم ازکم Rousseau (روسو) کے خیال کے مطابق سماج یا معاشرت کا وجود معاہدہ کی بنا پر ہے یعنی سب کی مرضی سے جماعت معرض وجود میں آئی۔ چنانچہ قانون بھی دراصل ان چیزوں کے متعلق جو مشترکہ دلچسپی کی ہیں۔ جماعت یا سماج کی مرضی کے اظہار کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ حاکم کو بھی عام خلقت کی مرضی کی مطابقت واشاعت کرنی چاہیے اور اگر وہ اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ اپنے فرض سے چشم پوشی کرتا ہے لہٰذا روسو کے نزدیک ریاست کا مقصد صرف افراد کی آزادی اور اُن کے استحقاق طبیعی کو قائم رکھنا ہے اسی لیے اکثر اشتراکیت پسند انفرادی اصول کو اجتماعی اصول پر ترجیح دیتے ہیں۔ Rousseau خود اشتراکی نہیں تھا۔ اپنی تحریروں میں بعض مقامات پر ذاتی ملکیت کی مخالفت کرنے کے باوجود فیصلہ کن طور پر ذاتی ملکیت قائم رکھنے کا صاف طور پر ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ Encyclopeadia اپنے مقالہ Economie politique میں ملکیت کو "تمام حقوق میں سب سے متبرک حق" تصور کرتا ہے لیکن پھر بھی فرانسیسی انقلاب عظیم کے زمانہ میں چند اشتراکی اور اشتمالیوں نے روسو کی تعلیم کے چند مخصوص نکات اپنے نظریات کی مطابقت میں پیش کرکے اپنی تحریک کی تبلیغ کی تھی۔ جس طرح روسو انسانوں کی طبیعی آزادی اور مساوات سے ان کی سیاسی مساوات اخذ کرتا ہے اسی طرح وہ انسانوں کی طبیعی آزادی ومساوات سے ملکیت کی مساوات کے نظریہ کا استنباط کرتے ہیں۔ مساوات کا اصول جو

اس وقت تک صرف سیاسی مساوات تک محدود تھا۔ فرانس کے انقلابِ عظیم میں ملکیت کے متعلق بھی اسی اصول کی پیروی کرنے کا مطالبہ کیا گیا، اس کا حامی خاص طور پر Marat تھا جس کا یہ مقولہ مشہور ہے "حقوق کی مساوات سے آسائش و آرام کی مساوات بھی ثابت ہوتی ہے اور وہ یہی حد ہے جہاں جاکر خیال ٹھہرتا ہے۔ اور اسی کا یہ مقولہ بھی معروف ہے کہ" امراء اور رؤسا پر فتح حاصل کر کے پھر بھی سرمایہ داروں کی غلامی کرنا بے سود ہے" غرض بہت سی مختلف صورتوں میں اخلاقی اشتراکیت کو طبیعی استحقاق کی بنا پر حق بجانب ثابت کیا جاتا ہے۔ اور مساوات حقوق، مساواتِ آسائش اور اسی قسم کی انسانیت اور انصاف کی مساوات قائم کرنے کے لیے اسی نظام کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

قطعۂ تاریخِ وفات غازی مصطفیٰ کمال پاشا

از جناب قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم سیوہاروی

مصطفیٰ غازی کہ تھے قائدِ قوم و ملت
دارِ فانی سے سدھارے وہ سوئے ربِ مجید
سالِ رحلت کی ہوئی ناظمِ غمگیں کو جو فکر
غیب سے آئی ندا۔ ہائے اتاترک شہید

۱۳۵۷ ھ